جبین بھٹو
پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالغنی شیخ
ڈاکٹر زین العابدین سوڈھر

صحابیات کی شعر سے دل چسپی اور رثائی شاعری

عربی شاعری عربی عوام کا عام دفتر ہے۔ عربی شاعری میں مرثیہ گوئی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ دور جاہلیت سے لے کر طلوع اسلام اور عروج اسلام تک جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگیں عرب معاشرے کا تہذیبی اور سماجی حصہ رہی ہیں قبائلی نظام میں غیرت اور بہادری کی اپنی اقدار ہوتی ہیں اور شاعر جذبات کو ابھارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ قبائلی جنگوں میں ''ذاتی بدلے'' کا تصور بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ مگر ورودِ اسلام کے بعد جنگوں میں ''خدا کی رضا اور اسلام کی سربلندی'' کا تصور نمایاں نظر آتا ہے۔

عربی شاعری پر نظر ڈالیں تو ''دور جاہلیت'' سے ''عروج اسلام'' تک ہمیں شاعری کے میدان میں شعرا (خواتین شعرا) کے بہت کم نام ملتے ہیں جنھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے ان میں وہ شاعرات بھی شامل ہیں جنھوں نے مرثیہ نگاری یا مرثیہ گوئی میں حصہ لیا۔

زیر نظر مقالے میں ایسی شاعرات کا ذکر کیا گیا ہے جو ''صحابیات'' کے زمرے میں آتی ہیں۔ البتہ ان میں ایک شاعرہ ''الخنساء'' ایسی ہے جس کا تعلق ''دور جاہلیت سے بھی ہے'' اور ''دور اسلام'' سے بھی، کیوں کہ وہ حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوگئی تھیں۔

ذیل میں ان ''صحابیات'' کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

ا۔ صفیہ بنت عبدالمطلب:

بی بی صفیہ رسول اکرم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی صاحب زادی تھیں، آپ کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب تھا۔ آپ حضور ﷺ کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ کی دودھ شریک اور آپ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سگے بہن بھائی تھے۔ صفیہؓ کی شادی ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث سے ہوئی تھی جن سے آپؓ کا ایک فرزند تولّد ہوا۔ شوہر کے انتقال کے بعد آپؓ کا نکاح بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے ہوا، جن سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

رسول پاک علیہ کی پھوپھیوں میں یہ شرف حضرت صفیہ کو حاصل ہوا کہ وہ مسلمان ہوئیں۔ بی بی صفیہؓ نے ۲۰ رہجری میں ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بی بی صفیہؓ شاعرہ تھیں اور اپنے والد کی وفات، اپنے بھائی حضرت حمزہؓ کی شہادت اور حضور اکرم علیہ کے وصال پر مرثیے بھی کہے۔ رسول پاک علیہ کی وفات پر بی بی صاحبہ نے جو مرثیہ کہا اس کے کچھ اشعار اس طرح تھے۔

لهف نفسی وبت کالمسلوب ارقب اللیل فعلة المحروب

من هموم و حسرة ارقتنی لیت ان سقیتها بشعوب،

حین قالوا ان الرسول قد امسیٰ و انقته منیة المکتوب،

حین جئنا الی بیت محمد فا شاب القذال منی مشیب

حین ربنا بیوته موحشات لیس فیهن بعد عیش غریب

ترجمہ: میرا دل سخت رنجیدہ ہے۔ میں نے رات اس طرح گزاری ہے جس طرح کوئی پھانسی گھاٹ میں لمحات گزارتا ہے۔ پوری رات اس طرح انتظار میں گزر گئی جیسے کوئی جنگ کے محاذ پر گزارتا ہے۔ میں نے غموں اور حسرتوں کی وجہ سے جاگ کر رات گزاری ہے۔ کاش وہ رات لوگوں کو پانی پلاتے ہوئے گزر جاتی، جب انھوں نے کہا کہ رسول پاک علیہ کی طبیعت شام سے خراب ہے اور ان کے وصال کے حوالے سے تقدیر کا لکھا ہوا پورا ہونے والا ہے۔ ہم محمد علیہ کے گھر پر آئے اور جب آپ علیہ کے گھر کو وحشت سے بھرا ہوا دیکھا تو ہمارے دماغ کو رنج والم نے گھیر لیا، کیوں کہ زندگی میں مزہ اب باقی نہ رہا تھا۔

۲۔ اسماء بنت ابوبکرؓ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بڑی صاحب زادی، اسماء جن کا لقب ''ذات الطاقین'' تھا ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ مکرمہ میں قتیلہ بنت عزیٰ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ بی بی اسماء بنت ابوبکرؓ کا شمار اسلام قبول کرنے والی اوّلین خواتین میں ہوتا ہے۔ جب رسول اکرم علیہ نے اپنے رفیق حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفرِ ہجرت کا آغاز کیا اور مکے کے قریب ''غار ثور'' کو اپنا پہلا مسکن بنایا تو حضرت اسماءؓ رات کے وقت وہاں کھانا دینے جاتیں۔ جب حضور علیہ نے ''غار ثور'' سے مدینے کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو اس موقع پر کھانے پینے کا سامان باندھنے کے لیے کوئی کپڑا نظر نہیں آیا تو بی بی اسماء نے اپنی کمر کا نطق (پٹا) کھولا اور اس کو دو حصوں میں پھاڑ کر ایک حصے میں کھانا باندھا اور دوسرے حصے سے مشکیزہ کا منہ باندھا۔ سیرت النبی علیہ کے مصنف محمد حنیف ہیکل تحریر کرتے ہیں کہ انھوں نے نطق کا دوسرا آدھا حصہ اپنی کمر کے گرد باندھا تھا بہر حال

رسول پاک ﷺ کو ایثار کا یہ نمونہ بہت پسند آیا تھا اور آپ ﷺ نے حضرت اسماءؓ کو ''ذات النطاقین'' (دو پٹوں والی) کے خطاب سے نوازا۔

حضرت اسماءؓ کی شادی حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی تھی، ہجرت کے بعد انھوں نے پہلے قبا میں قیام کیا۔ ہجرت کے پہلے ہی سال آپؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو جنم دیا۔ کسی مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے آپؓ پہلے بچے تھے۔ اس کے بعد اسماءؓ کے کئی بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آخری عمر میں حضرت زبیرؓ نے ان کی تیز طبیعت کی وجہ سے انھیں طلاق دے دی تھی، طلاق کے بعد حضرت اسماء اپنے بیٹے کے پاس چلی گئیں اور تا دم مرگ وہیں رہیں۔ بی بی اسماءؓ کی زندگی میں ہی حضرت زبیرؓ جنگ جمل سے واپسی پر ابن جرموز کے ہاتھوں اور حضرت عبداللہ بن زبیر حجاج بن یوسف سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت زبیرؓ کی لاش تین دن تک پھانسی پر لٹکی رہی۔ بی بی اسماءؓ نے یہ منظر بڑے تحمل کے ساتھ دیکھا اور کچھ دن کے بعد وہ خود بھی انتقال کر گئیں۔ بی بی اسماءؓ بڑی خوددار، جرات مند اور باہمت خاتون تھیں، آپؓ کا شمار جلیل القدر ''صحابیات'' میں ہوتا ہے۔ آپؓ نے حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جابر کے رعب داب کا کبھی بھی اثر نہیں لیا۔

آپؓ کے حوالے سے روایت ہے کہ آپؓ اگرچہ طلاق یافتہ تھیں، پھر بھی آپ نے اپنے سابقہ شوہر حضرت زبیرؓ کی شہادت پر مرثیہ کہا تھا۔

۳۔ الخنساء:

آپؓ مشہور صحابیہ پوری عرب دنیا کے شاعرات میں شعر و شاعری اور خاص طور پر مرثیے کی وجہ سے ممتاز اور بے مثال مقام رکھتی ہیں۔ عربی ادب کی تاریخ میں آپؓ پہلی شاعرہ تھیں جس نے دل دوز اور جاں گداز مرثیہ گوئی کی بنیاد رکھی اور اس فن میں مردوں کو بھی مات دے دی یوں مرثیے کے فن میں آپؓ کا نام مثالی بن گیا۔ آپؓ کو ابن سلام الجمی نے ''اصحاب مراثی'' کے اوّل طبقے میں شمار کیا ہے۔

آپؓ کو بہت سارے شوہروں نے دائمی جدائی کے داغ دیے، آپؓ کے دو پیارے بھائی اجل کا شکار ہو گئے جن کی جدائی میں رو رو کر آپؓ کی آنکھوں کا نور ختم ہو گیا۔ آخر میں آپؓ کی زندگی کی جمع پونجی آپ کے شکستہ دل کے چار ٹکڑے، آپ کے بڑھاپے کا سہارا آپ کے چار جوان اور حسین و جمیل بیٹے جنگ قادسیہ میں لقمۂ اجل بن گئے۔ آپؓ کی آنکھوں کا نور پہلے ہی ختم ہو گیا تھا اور پھر اسلامی تعلیم کی روشنی میں مرثیہ گوئی کی ممانعت کے باعث اس جھنجھوڑ دینے والے سانحے پر آپؓ کے اندر سے جو آہ نکلی اس میں بھی صبر اور شکر کا اظہار تھا۔

''الحمد للہ الذی سرفنی بقتلھم''

(خدا کا شکر ہے) جس نے ان کو شہادت دے کر مجھے سرخرو کیا!

آپؓ کا اصل نام تماضرہ اور خنساء لقب تھا۔ تماضرہ خنساء کا تعلقہ عرب کے مشہور قبیلے مضر سے تھا تماضرہ عمرو بن حارث کی بیٹی تھیں جو خاندان کے سردار تھے۔ اسی طرح آپؓ نے ایک معزز خاندان میں، ایک سردار باپ کی گود اور بڑے بھائیوں کی شفقت میں پرورش پائی تھی اور ایک خوددار اور باوقار شخصیت کے طور پر ابھر کر سامنے آئیں۔ خنساء کے دو بھائی معاویہ اور صخر بہت خوب صورت اور بہادر تھے۔ ایک قبائلی لڑائی میں آپؓ کا سگا بھائی معاویہ مرۃ قبیلے کے دونوجوانوں ہاشم اور زید کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ آپ کے سوتیلے بھائی صخر سے پورے قبیلے کی امیدیں وابستہ تھیں کہ وہ بدلہ لے کر قبیلے کا سر فخر سے ضرور اونچا کردے گا اور آگے چل کر ہوا بھی ایسا۔ صخر نے مرۃ قبیلے کے چار نوجوان قتل کر کے یہ بدلہ لیا اور تب جا کے خنساء اور خاندان کے دوسرے افراد کے دلوں پر ٹھنڈے چھینٹے پڑے مگر قضائے الٰہی سے ایک لڑائی کے دوران اشعر قبیلے کے ایک شخص ابوثورالاسدی کے نیزے کی نوک کا شکار ہو کر، صخر گھائل ہوگیا اور تین برس تک اس گھاؤ کی تکلیفیں جھیل کر وہ انتقال کر گیا۔ خنساء کا اپنے بھائی سے لگاؤ حد سے زیادہ تھا اس کے انتقال سے اس کے دل پر ایسا گھاؤ لگا کہ جس سے ساری عمر خون ٹپکتا رہا اور ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور آپؓ نے بھائیوں کے غم میں مرثیے لکھ کر لوگوں کو تڑپا دیا۔

خنساءؓ علم و فضل اور حسن و جمال کا پیکر تھیں جس پہلے شخص نے آپ کو شادی کا پیغام بھیجا وہ ''ایام جاہلیت'' کا مشہور شاعر درید بن الصمد تھا وہ بہت مال دار مگر بوڑھا تھا اور خنساء کے کسی طرح بھی لائق نہیں تھا خنساء نے اس پیغام کو ٹھکرا دیا اور اپنے ہی خاندان کے ایک نوجوان رواحہ عبدالعزیز السلمی سے نکاح کیا۔ ایک بچے کی پیدائش کے بعد رواحہ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد خنساء نے دوسری شادی عبدالعزیٰ سے کی یہ ہاتھ کا کھلا اور ناعاقبت اندیش شخص تھا ساری دولت شراب اور شباب کی محفلوں پر لٹا دی اور نتیجتاً جب فاقوں کی نوبت آن پہنچی تو خنساء کے بھائی صخر نے اس مشکل گھڑی میں اس کی دل کھول کر مدد کی۔ شوہر کی وفات کے بعد خنساء نے تیسری شادی اپنے خاندان کے ایک فرد مرداس بن ابی عامر السلمی سے کی، یہ شادی بھی انھیں راس نہ آئی تین بیٹوں زید، معاویہ اور عمر کی پیدائش کے بعد ان کا یہ شوہر بھی انتقال کر گیا، کہتے ہیں کہ خنساء نے چوتھی شادی بھی کی مگر کچھ ہی دنوں میں یہ شوہر بھی ان سے جدا ہوگیا۔ گھریلو واقعات اور شوہروں کی جدائی نے خنساء سے تمام خوشیاں چھین لیں اور صرف اشک تھے جو ان کے زندگی بھر ساتھی رہے۔

خنساء کے اپنے پیارے بھائی صخر پر لکھے ہوئے مرثیے پتھر دلوں کو بھی موم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں حنا الفاطوری نے لکھا ہے کہ خنساء کا پہلا شعری تجربہ موت کے تجربے کی آواز ہے۔ بھائیوں کی شہادت کے واقعات سے خنساء کے غم کی ابتدا ہوئی اور ساتھ ساتھ اس کی عظیم مرثیہ گوئی کی شروعات بھی اور ان کے

باطن میں ''روحِ شاعر'' نے جنم لیا اور آپ کو ''مرثی العرب'' کا خطاب عطا ہوا۔

الخنساء اپنے چھوٹے بھائی معاویہ کے قتل پر ایک مرثیے کے آغاز میں اپنے ''پرنم آنکھوں'' کے بارے میں سوال کرتی ہیں:

الا مـــــا لـــعيــنــى الا مـــا لــهـــا
وقـــد افــضـــل الــدمــع ســربـــا لــهـــا

ترجمہ: یہ میری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا ہو گیا ہے میری آنکھ کو، جو اس کا دامن آنسوؤں سے تر ہو گیا ہے۔

اپنے بھائی کے غم میں اس کی اپنی دل کی دنیا مضطرب اور ہیجانی کیفیت جب خارجی عناصر میں منعکس ہوتی نظر آتی ہے تو کہتی ہیں:

فــخـــر الشـــوامـــخ مـــن قتـــلـــه
وزلـــــزلـــــت الارض زلــــزالهـــــا

ترجمہ: اس (معاویہ) کے قتل پر ایسا لگتا ہے کہ پہاڑ جیسے الٹے ہو کر گر پڑیں ہوں اور زمین پر زلزلہ آ گیا ہو۔

مگر جب واقع کے تین سال کے بعد اس کے بڑے اور پیارے بھائی صخر کو بھی قتل کیا گیا تو خنساء پر دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور ان کی آنکھوں سے جو آنسو ٹپکے تو پھر ساری زندگی نہ رکے۔ صخر کے بارے میں کہے ہوئے مرثیے کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے!

يــذكــرنــى طــلــوع الشــمـــس صــخــراً
واذكـــره لـــكـــل غـــروب شـــمـــس

ترجمہ: مجھے ہر روز سورج کا طلوع ہونا صخر کی یاد دلاتا ہے اور ہر شام اس کو یاد کرتی ہوں۔

مندرجہ ذیل شعر بھی صخر کے بارے میں ہیں:

اعيــنـــى جـــواداً ولـــن تـــجـــمـــدا
الا تبـــكيـــان لـــصـــخـــر الــنـــدىٰ
الاتـبـكـيـــان الـــجـــرى الـــجـــمـيـــل
الا تبـــكيـــــان الـــفـتـــىٰ السيـــدا

الجناد عظيم الرماد
ساد عشيرته امردا

ترجمہ: اے میری آنکھوں سخاوت کا مظاہرہ اور رونا بند نہ کرو۔ کیا تم عظیم صخر کی شہادت پر نہیں رو رہی ہو! کیا تم اس بہادر، حسین سردار کے لیے نہیں رو رہی ہو، جو سخی بھی تھا، بڑی کالی آنکھوں والا تھا، اپنے خاندان کا سردار اور حسین جوان تھا۔

مرثیے کے آخری اشعار میں اپنے بھائی کی جدائی پر روتے ہوئے کہتی ہیں:

فلا واللہ لا انساک حی
افارق نہجتی ویشق رمسی
فقد ودعت یوم فراق صخر
انی حسان لذتی وانسی
فیالہتی علیہ ولطف امی
آیصبح فی الصدیح فیمن تمسی

ترجمہ: خدا کی قسم! جب تک جسم میں جان ہے اور جب تک میری قبر نہیں کھودی جاتی میں تمھاری یاد سے غافل نہیں رہوں گی، میں نے صخر کے بچھڑ جانے والے دن سے زندگی کی ساری لذتیں اور دل چسپیاں بھلا دی ہیں۔ ہائے افسوس! میرے بھائی وائے افسوس! کیا اس کا صبح اور شام اب قبر کے اندھیرے غار میں گزرے گا!

جب اسلام کا ظہور ہوا تو آپؓ آٹھویں ہجری میں اپنے قبیلے سلمی کے وفد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئیں اور یوں ان کی زندگی پر سکون ہوگئی آپؓ جو بھائیوں کے غم میں روتی رہتیں، صبر و شکر کا ایسا پیکر بن گئیں کہ غم والم کے پہاڑ بھی انھیں نہ ہلا سکے۔ جنگ قادسیہ جو سعد بن ابی وقاصؓ کی سربراہی میں ۱۵ ہجری میں ہوئی تھی۔ اس میں آپؓ نے اپنے چاروں جگر گوشوں کو یہ کہہ کر روانہ کیا کہ ''دیکھو ایسا نہ کرنا کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جاؤ'' وہ جنگ میں بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے آپؓ کو جب ان کے قتل کی اطلاع ملی تو آپؓ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور انھوں نے یہ تاریخی شعر کہا

الحمد للہ الذی شرفی بقتلہم

(خدا کا شکر ہے) جس نے ان کو شہادت دے کر مجھے سرخرو کیا!

نقادوں کی رائے ہے کہ دور جاہلیت کی خواتین شعرا میں خنساءؓ سے بڑی کوئی شاعرہ نہیں تھی اور نہ ہی

بعد میں ہوئی۔ حضور پاک ﷺ نے جن چند شاعرات کی تعریف کی ان میں خنساء کا نام سب سے اوپر ہے۔ رسول پاک ﷺ خنساء کو "ھیہ یا خنساء" "اے خنساء کچھ اشعار سناؤ" کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

خنساء نے طویل عمر پائی اور کہتے ہیں کہ ان کا انتقال حضرت عثمانؓ کے ابتدائی دور خلافت ۲۴ ہجری /۴۵-۶۴۴ء میں ہوا، ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہؓ کے دور میں ۴۲ ہجری بمطابق ۶۶۳ء میں بادیہ میں ہوئی۔ ان کے لیے عربی ادب کے علما کی متفقہ رائے ہے کہ عورتوں میں بی بی خنساءؓ سے پہلے اور اس کے بعد کوئی بڑی شاعرہ پیدا نہیں ہوئی ہے۔

۴۔ بی بی عائشہؓ:

آپؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحب زادی تھیں۔ آپؓ کا لقب صدیقہؓ تھا اور آپ ﷺ کی لاڈلی شریک حیات تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی ولادت نبوت سے پانچ سال اور ہجرت سے نو سال قبل جولائی ۶۱۴ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کی کنیت آپ کے بھانجے عبداللہ بن زبیر کی نسبت سے ام عبداللہ رکھی تھی۔ آپ ﷺ کی والدہ کا نام ام ادمانؓ تھا۔

رسول پاک ﷺ آپ کے نکاح کے لے تحرک حضرت عثمان بن مطعون کی زوجہ شولہ بنت کلیم نے لیا تھا۔ حضرت بی بی خدیجہؓ جیسی غم گسار شریک حیات کے انتقال کے بعد آپ ﷺ اکثر ملول اور غمگین رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ بہت فکر مند رہتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت شولہؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ ﷺ دوسرا نکاح کریں اس سلسلے میں سودہ بنت رمعہؓ (جو اندازاً ۳۲ سال کی تھیں اور حبش کے مہاجرین میں شامل تھیں جن کے شوہر سکران بن عمرو کا مکے سے واپسی پر انتقال ہو گیا تھا، ان کا اور عائشہ بنت ابوبکرؓ کے نام پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ دوسرے نام والی تجویز پر راضی ہوئے۔ اس سے پہلے عائشہؓ جبیر بن مطعم کے نام سے منسوب تھیں جس کا خاندان ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔

بی بی عائشہؓ کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح نبوت کے دسویں سال ہوا اور رخصتی ہجرت کے کچھ مہینوں کے بعد یکم شوال 1 ہجری بمطابق اپریل ۶۲۳ء کو مدینہ منورہ میں نہایت سادگی سے ہوئی اس وقت بی بی عائشہؓ کی عمر نو سال تھی (کچھ سیرت نگاروں نے رخصتی کے وقت آپ کی عمر ۱۵ سال لکھی ہے)۔

مدینہ منورہ میں رخصتی کے بعد حضرت عائشہؓ نے مسجد نبوی کے آس پاس بنے حجروں میں سے ایک میں قیام کیا۔ یہ حجرے ازدواج مطہرات کے مستقل مکان تھے۔ حضرت عائشہؓ ساری عمر مسجد نبوی کے حجرے میں رہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھرانہ سب سے پہلے اسلام کے نور سے منور ہوا تھا اس لیے حضرت عائشہؓ نے مسلمان ماں باپ کے گھر میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی کہ بی بی صاحبہ رسول پاک ﷺ کی محبوب ترین شریک حیات تھیں۔ بی بی صاحبہ تفسیر قران، علم حدیث، فقہ اور قیاس، علم اسرار دین، اسلامی تاریخ اور خاص طور پر عورتوں کے حوالے سے دینی مسائل پر دسترس رکھتی تھیں۔ آپؓ کی وفات ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری بمطابق ۱۳ر جولائی ۶۷۸ء میں ہوئی۔ وصیت کے مطابق آپؓ کو مدینے کے قبرستان جنت البقیع میں مدفن کیا گیا۔ آپؓ نیکی زہد، فیاضی، قناعت، عبادت گزاری اور انسانی ہم دردی جیسے اعلیٰ انسانی اوصاف سے آراستہ تھیں۔ آپؓ کا شمار کثیر الروایات اصحابیات میں ہوتا ہے۔ آپؓ کو شعر سخن سے دل چسپی تھی۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہؓ کو طب اور شاعری پر دسترس حاصل تھی۔

۵۔ بی بی شیما بنت حارثؓ:

آپؓ حضور اکرم ﷺ کی رضاعی بہن تھیں آپؓ کی زندگی کا تفصیلی احوال نہیں ملا البتہ تذکروں اور تاریخوں میں یہ ذکر ضرور ملتا ہے کہ آپؓ رسول اکرم ﷺ کی شان میں گیت کہتی تھیں۔

۶۔ بی بی اسماء بن عمیسؓ:

بی بی اسماء بن عمیسؓ کا کنانہ قبیلے سے تعلق تھا آپؓ کا شمار اسلام قبول کرنے والی اوّلین شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپؓ کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ کے ساتھ ہوا تھا حبش کی ہجرت میں بھی آپؓ شریک تھیں اور کئی برس وہاں قیام کیا خیبر کی فتح کے بعد آپؓ مکے آئیں۔ ۸ر ہجری میں حضرت جعفر طیارؓ نے ''جنگ موتہ'' میں شہادت کا جام نوش کیا تو ان کی شہادت کے چھے ماہ کے بعد آپؓ کا نکاح حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہوا۔

بی بی صاحبہ شاعرہ تھیں جب حضرت جعفر طیارؓ 'جنگ موتہ'' میں شہید ہوئے تو آپؓ نے اس کی شہادت پر مندرجہ ذیل مرثیہ کہا۔

یا جعفر الطیار خیر مصرف
للخیل یوم تطاعن و شیاح
قد کانت لی جبلا الوذ بظلہ
فتر کتنی امشی باجرد ضاع
قد کانت ذات حمیت ماعشت لی
امشی البراز وانت کنت جناحی

واذا دعت قمرية شبهنا لها
يوماً على فنن بكيت صباحي
فاليوم اخشع الذليل واتقى
منه وادفع ظالمي بالراح

ترجمہ: اے جعفرؓ! میدان جنگ میں نیزوں اور تلواروں کے سائے میں بہترین گھوڑا سوار مجاہد۔ تم میرے لیے ایک پہاڑ تھے۔ جس کے سائے میں پناہ لیتی تھی۔ پھر تم مجھ کو بے سہارا چھوڑ گئے۔ جب تک تم زندہ تھے میری زندگی۔ حمیت اور احترام سے گزرتی تھی۔ میں وسیع فضا میں اُڑتی تھی اور تم میرے لیے پروں کی حیثیت رکھتے تھے۔ جب ایک صبح کو پرندہ ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھ کر دردناک انداز میں چلانے لگا تو میں نے رونا شروع کر دیا۔ پھر آج میں اس ذلیل کے سامنے عاجزی دکھا رہی ہوں۔ اس سے ڈر رہی ہوں اور اپنے ''ظالمانہ پن'' کو نرمی کے ساتھ دفع کر رہی ہوں۔

اس طرح بی بی ایمن، بی بی سعدی، بی بی ام ہند بنت اثاثہ، بی بی ام زیاد، بی بی عاتکہ، بی بی میمونہ اور بی بی رقیہ کے لیے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شاعرات تھیں۔ بی بی ام ابان کے لیے بھی مشہور ہے کہ انھوں نے جنگ جنادین میں اپنے شوہر کی شہادت کے غم میں اشعار کہے تھے۔

عربی شاعری کے سندھی زبان پر کم اثرات پڑے ہیں تاہم عرب شعرا، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کی زندگی کا سندھی معاشرت پر گہرا اثر ہوا اور اس ضمن میں حضرت بی بی عائشہؓ اور جنگ جمل کے حوالے سے سندھی ادبیات / اسلامی کتب میں قابل ذکر واقعات بیان ہوئے ہیں۔ ان تمام واقعات کا ذکر انسائیکلوپیڈیا سندھیانا میں بھی موجود ہے۔

حواشی:

۱ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل اردو بازار لاہور، ص ۱۰۶۳۔
۲ مولانا محمد صادق حسین صدیقی بہادر خواتین اسلام (صحابیات)، جہانگیر بک ڈپو، نولکھا لاہور، ص ۱۰۹۔
۳ محمد غضنفر ''صحابیات مبشرات''، مدرسہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور، ۱۳۹۹ ہجری، ص ۱۱۶ اور ۱۱۳
۴ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل، اردو بازار، لاہور، ص ۲۱۲۔
۵ محمود احمد غضنفر ''صحابیات مبشرات''، ص ۳۴.

الجدید فی الادب العربی، جلد۵، ۱۹۹۹ء، ص۴۹۴۔

عربی ادب میں مطالعے، محمد کاظم۔

۸ مفتی عبدالغفور استاد و رفیق دارالافتاء ''عورت کی اسلامی زندگی'' مکتبہ دارالقدم، لیبر اسکوائر، جامع بنوریہ، سائٹ کراچی، ۲۰۰۶ء۔

۹ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص۹۴۔۱۰۹۳۔

۱۰ احمد بن علی بن حجر بن ابوالفضل الحافظ ابن العسقلانی۔ الاصابہ، دارالجیل، بیروت ۱۹۹۲ء، ص۶۱۶۔۶۱۳۔

۱۱ مولانا محمد صادق حسین صدیقی، بہادر خواتین اسلام (صحابیات)، ص۳۔

۱۲ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص۱۳۔۲۱۲۔

۱۳ مفتی عبدالغفور استاد و رفیق دارالفتاء عورت کی اسلامی زندگی، مکتبہ دارالقدم، لیبر اسکوائر نزد جامعہ بنوریہ سائٹ، کراچی ۲۰۰۶ء، ص۱۳۔

۱۴ انسائیکلوپیڈیا سندھیانا، سندھی لینگویج اتھارٹی حیدر آباد، ۲۰۱۱ء، جلد سوم، ص۵۵۳۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

کتب:

۱۔ احمد بن علی بن حجر بن ابوالفضل الحافظ ابن العسقلانی: ۱۹۹۲ء، ''الاصابہ''، دارالجیل، بیروت۔

۲۔ ۱۹۹۹ء الجدید فی الادب العربی، جلد۵۔

۳۔ صدیقی، صادق حسین محمد، مولانا: ۱۳۹۹ھ، ''بہادر خواتین اسلام (صحابیات)''، جہانگیر بک ڈپو، لاہور۔

۴۔ محمد غضنفر: ۱۳۹۹ھ، ''صحابیات مبشرات''، مدرسہ قدوسیہ، لاہور۔

۵۔ مفتی عبدالغفور: ۲۰۰۶ء، ''عورت کی اسلامی زندگی'' مکتبہ دارالقدم، کراچی۔

انسائیکلوپیڈیا:

۱۔ ۲۰۱۱ء ''انسائیکلوپیڈیا سندھایانا''، جلد سوم، سندھی لینگویج اتھارٹی حیدر آباد۔

۲۔ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل اردو بازار لاہور۔